

# برہم مذہب

کا اصلی حال اور اسکی جماعت برہم سراج نام کی گزارشین

پادری اسکات صاحب نے

انگریزی زبان میں تصنیف پادری صموئیل

تولس صاحب نے منشی رجب علی شیو پریچر کی امانت

اور درخواست سے اردو میں ترجمہ کیا

لکھنؤ

میٹروڈسٹ پبلشنگ سوسائٹی لکھنؤ میں پادری متو برنصیا کا اتمام چھپا

۱۸۹۸ء





واضح ہو کہ اس رسالہ پر ہم ہندوستان کو انگریزی زبان میں پوری مسکا  
 صاحب نے تصنیف کیا اور چونکہ یہ رسالہ نہ صرف پادریوں کے کارآمد ہے  
 بلکہ ہر ایک سچی واعظ کو اس رسالہ کے مضمونوں سے آگاہ ہونا ارسبکہ  
 ضروری کام ہے لہذا رسالہ ہذا کو فوج پادری صموئل ٹولس صاحب نے  
 اپنے نئیو پریچر منشی رجب علی کی امداد اور بھی درخواست سے تین امر  
 کے لئے اردو زبان میں ترجمہ کیا +

پھلا۔ ہمارے ہندوستانی بھائیوں میں کہ جو انجیل مقدس کے مبارک  
 کام وعظ کو کرتے ہیں اکثر ایسے ہیں کہ انگریزی زبان سے ناواقف ہیں



تو جب وہ رسالہ مذکورہ کے ترجمہ کو خیال اور ذہن میں نہ لھیں تو  
برہم سماج والوں سے گفتگو نہ کر سکیں گے اور یہ تو پڑھا ہر ہے کہ برہم سماج  
والے آج کل بکثرت پائے جاتے ہیں۔

دوسرا۔ ہندو لوگوں کو بھی اس رسالہ کے ملاحظہ سے معلوم ہونا  
چاہیے کہ ان کا مذہب خود انہیں کی کامل تحقیقات سے کس درجہ تک بے اصل  
بلکہ بالکل بے بنیاد پایا گیا ہے اور کہ ان کے وید شاستر کیسے غیر معتبر کھلے  
ہاں خود حریفوں سے ثابت ہوا کہ ہندوؤں کا پرانا مذہب اور ان کی  
کتابیں خبر وہ بھروسہ رکھتے ہیں چھوڑ دینے کے لائق ہیں

تیسرا۔ خصوصاً ہمارے پیارے بھائی مسلمانوں کو بھی ظاہر ہونا چاہیے  
کہ ان کا مذہب بھی خبر وہ بھروسہ بڑے نازان اور کازس کا فخر کرتے ہیں ہندوؤں  
کے مذہب کی مانند ہندوستان ہی میں پہلے شکست پا کر اٹھ جا دیا اور  
یہ کہ وہ اپنے روز بروز کے تجربے سے بھی معلوم کر لیں اور پھر قبولیت  
کے وقت اور نجات کے دن کو جو موجود ہے نہ چھوڑ دین بلکہ حاصل کر لیں  
اور بھی آفتاب صداقت کی روشنی پا کر آسمانی راہ پر چلیں۔

ناظرین رسالہ ہذا پر پوشیدہ نہ ہے کہ ہر چند میں نے اس رسالہ کے  
تحت لفظ ترجمہ کرنے میں کوشش کی مگر تو بھی جہاں کہیں ایسا موقع پایا




کہ انگریزی محاورے اردو سے مطابق نہ ہوئے وہاں تفسیر کے طور پر  
 عبارت کو ذرا تفصیل دی گئی انگریزی دان جب اس رسالہ کو اصل سے  
 مقابلہ کریں محکوم مذکور فرماویں اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے پڑھنے والوں  
 پر اپنی مہربانی سے صبح کے نورانی ستارہ کی روشنی اور آفتابِ خدا  
 کا جلوہ ڈالے تاکہ وہ لوگ حقیقت اور معرفت کو پا کر ہمیشہ کی زندگی  
 پیاویں عمانوئیل کے مبارک نام کے وسیلے سے خدا ایسا کرے آمین

S. Knowles  
 Missionary

Gondah  
 5<sup>th</sup> September  
 1868





## رسالہ برہم سماج

جو حقیقت حال کرینے ایک نئے دین یعنی برہم مذہب اور اسکی  
جماعت برہم سماج کی بابت منتخب کر کے جمع کیا ہے اور جو جو نتیجے کہ اُس  
سے نکلے ہیں انکا بیان کرنا میری دانست میں ہر اہل ذیل بہتر ہوگا۔  
پھلا۔ تاسیج برہم سماج

دوسرا۔ کیفیت اور عروج سماج جس صورت سے کہ زمانہ حال  
میں مروج ہے۔

تیسرا۔ یہ حال کہ برہم مذہب کی نسب مسیحی واعظ کا کیا منشا ہے  
چنانچہ ہم اپنے خداوند کے کرم اور فضل سے تینوں امور کو تفصیل



کے ساتھ بیان و عیان کریں گے۔

پھلا۔ تاسیخ برہم سماج

۱۸۲۸ء مسیحی مین راجہ رام موہن رائے نے جو کہ زمانہ حال کے  
ہندوستانیوں مین بہت صفت موصوف تھا برہم سماج کی بنا ڈالی  
مگر قرینہ چاہتا ہے کہ تا وقتیکہ کچھ مختصر حال ایسے ممتاز شخص کا بیان نہ  
کیا جاوے یہ حصہ ابتدائی ہمارا اختتام کو نہ پہنچیکا کیونکہ برہم مت والے  
اس شخص کو اپنا سردار قرار دیتے اور یہ لاف زنی کرتے ہین کہ حسب قدر  
بزرگی حضرت مسیح یسوع کو مذہب مسیحی مین حاصل ہے اسی قدر شرف  
برہم مذہب مین اسکو حاصل و نازل ہے پس مختصر ماجرا اسکالیون ہے کہ  
راجہ رام موہن رائے ۱۸۲۸ء مسیحی مین بمقام بردوان واقع ملک بنگالہ  
پیدا ہوئے یہ شخص قوم کا برہمن تھا اور اسکا باپ اس عہد کے لوگون  
مین نہایت دولتمند اور سخاوت شعار اور بھی ایک منفر آدمی تھا جب  
یہ لڑکا بلوغت کے سن کو پہنچا تو معلوم ہوا کہ اسکی طبیعت از بسکہ رسا اور  
ذکی ہے اس باعث سے اسکے والد کو نہایت خوشی ہوئی اور اس نے  
اسکے تحصیل علم مین حسب قدر کہ ممکن تھا شرقی بزرگون کے طور پر نہایت  
سعی اور کوشش کی اور جبکہ وہ لڑکا یعنی راجہ رام موہن رائے خاں پوری



زبان میں تعلیم پا چکا تو تحصیل فارسی کا آغاز کیا تاکہ یہ عمدہ بات دریافت  
 کرے کہ اس زبان میں کس قدر علمیت ہے اور خاص اسی غرض سے  
 ایک مشہور شہر ٹیہ کو جو مسلمانوں کے علموں میں ایک نامدار جگہ ہے روانہ  
 کیا اس مقام پر اسکو کامل استاد اور تحصیل علم کا موقع بخوبی میسر ہوا اور  
 اس نے نہ صرف فارسی علم بلکہ عربی کو بھی نہایت سرگرمی کے ساتھ تحصیل  
 کیا ہر چند کہ اسوقت رام موہن رائے کا عالم طفولیت تھا مگر تو بھی اس نے  
 علم فارسی اور عربی میں کمال رک پیدا کیا اور ایک خدا سے مطلق کے  
 مذہب اعظم کی جانب جو کہ واحد اور برتر ہے رجوع کرنے لگا اور اس میں  
 اور اپنی متبرک کتابوں میں بہت سا کچھ اختلاف پایا پہلے پٹنہ ہی میں اسکو  
 اپنے دین کے طریقوں میں نقص اور ایک طرح کا عیب معلوم ہوا۔  
 اس مقام سے شہر مقدس بنارس کو گیا تاکہ علم سنسکرت کو بخوبی  
 تحصیل کرے اس جگہ پر باطمینان تمام ہنود کے علم فلسفہ کو حاصل  
 کیا اور دریائے بدیا سنسکرت میں مستغرق ہوا اسوقت راجہ رام موہن رائے  
 برہم مذہب کا بالی معقول ہوا کہ بید کے سوا جو کچھ ہے جو فسانہ اور قصہ  
 کہانیوں اور اختراع سے بھری ہے سب انسان کی تالیف اور حرافت ہے  
 بلکہ بیدوں اور تصوف کے علم کی کتابوں میں اس نے ادب شدوں



کی اصل سقیم بھی اور اس بات کے دریافت کرنے سے کہ ان میں  
رام کرشن گنیش کالی خواہ اور ایسے کینہ و ربدکار اور بھی ناپاک دیوتوں کا  
ذکر تذکرہ نہیں اسکو کمال نوشی ہوئی اسبطرح پرقران کے پڑھنے اور  
اپنے دین کی قدیم متبرک کتابوں کی عبارت سے اسکو ایک خدا  
پاک اور برتر پر ایک پختہ اعتقاد اور کامل ایمان ہوا۔

پندرہ برس کی عمر میں رام موہن راے موصوف نے اپنے گھر کی  
طرف مراجعت کی اور اپنے باپ کے فخر کا باعث ہوا ہندوستان  
جدید میں عمدہ نصیحتوں اور دانشورنی کا چلن جاری کیا اور معقولات اور  
عقل کا تشہل دیکھ کر جس نے تمام لوگوں کو پردہ ظلمت متصور کر رکھا ہر  
از بسکہ رنجیدہ اور غمگین ہوا اور اسکا ارادہ یہ ہوا کہ جس طلسم میں وہ  
مبتلا تھے اسکو توڑ پھوڑ کر اٹھائیں آزاد کرے چنانچہ سترہ برس کے سن  
میں اس نے ایک کتاب جاری کی اور بہ لاف و کرافت یہ دعویٰ کیا  
کہ زمانہ حال کے ہندو نکاندہب درست نہیں ہے سو یہ امر کیا ایک سو  
اور نادان برہمنوں کے غضب اور ظلم کا موجب ہوا اور آخر کار اسے  
گھر سے نکال دیا گیا مگر اپنے باپ کی اعانت اور مدد سے تمام ہندوستان  
میں خوب گشت کی بلکہ اس اشنا میں ملک تہیت کی بھی سیر کی اور اس قدر



ہر وقت اہر ہر ساعت رسوم اور اصول مذہب کی جستجو اور تفتیش کرتا رہا چار  
 برس کے بعد اپنے باپ کے کہنے سے جو پدری تقاضا سے اس کے  
 ہمراہ گیا تھا اپنے گھر کی جانب پھر معاودت کی اور جو مباحثہ اور مناظر  
 کہ برہمنوں کے ساتھ تھا اسکو پھر تازہ کیا یہ اجتہاد اس نے کئی برس تک  
 جاری رکھا اور رفتہ رفتہ کئی ایک آدمی اسکے مرید اور پیرو بھی ہوئے اس  
 میں اس نے زبان انگریزی اور گریک یعنی یونانی بخوبی سیکھ لی یہاں  
 کہ عہد جدید یعنی انجیل مقدس کو پڑھنے لگا اور خداوند مسیح یسوع کی تعلیم  
 اور نصیحتوں سے نہایت باغ باغ ہوا اور اسکا مقرر ہوا کہ بیدین ایسی کوئی  
 بات نہیں جو انجیل کی باتوں کے برابر ہو وے اس نے انگریزی  
 زبان اور بھی ننگالی زبان میں ایک کتاب تصنیف کی اور اسکا نام  
 نصائح مسیح اور ہدایت نامہ سعادت رکھا اور ۱۸۲۸ء میں اس نے ایک نیا  
 چلن جسکی اس رسالہ میں بحث ہے یعنی برہم سماج نام ایجاد کیا غرض کہ ایک  
 جھوٹے مذہب کی صورت بندھی اور اسکے ماننے والوں کے جمع ہونے  
 کا وقت اور عبادت اور پرستش کے قاعدے مقرر ہوئے۔  
 ۱۸۳۰ء مسیحی میں دہلی کے معزول بادشاہ نے راجہ رام موہن  
 کو اپنا وکیل مقرر کر کے شہر لندن کو بھیجا یہاں اس نے کسی قدر



مسیحیوں کے ساتھ تثلیث کے مقدمہ میں جو مسیحی مذہب کے اصولی مسئلو  
 میں سے ایک اصول اور بنیاد ہے مطابقت کی مگر پھر بھی بید و نکا  
 لگاؤ نہ چھوڑا اس مقام پر اُس نے جو کہ صدق اور صاف دلی اور نیک سیرتی  
 میں یگانہ اور اپنے مذہب والوں میں ماکرم اور معظم تھا وفات پائی اُسکی  
 ذات سے یہ عمدہ چلن یعنی برہم مذہب جو کہ ہندوستان کے حق میں  
 بھلا بُرا جو کچھ ہے سب پر موثر اور ظاہر ہے پیدا ہوا اور یہ امر کہ آصل  
 عقیدہ راجہ رام موہن راے کا کسپر تھا آجتک نتیجہ طلب ہے اُس کے  
 عقیدے کی تحقیقات کرنے میں شاید اُس قدر کوشش اور سعی کر پائی  
 کہ اس نے خود آپ اپنی نسبت نہ کی ہوگی اُس نے مسلمانوں کی سند  
 قرآن اور مسیحیوں کی پال کتاب اور ہندوؤں کی وید شاستر قرار دی ہے یہ  
 بیان اُس نے اس غرض سے کیا ہے کہ الہام جو ہے وہ تھوڑا خواہ  
 بہت ہر ایک قوم میں فرحت اور مسرت بخش ہے۔

جو تحقیق اور تشخیص کہ اُس نے بنسبت خداوند مسیح یسوع کے کی اُس  
 میں مسیحیوں اور بعض عالم ہندوؤں کو کلام ہے غرض کہ یہ لحاظ انکی بزرگی  
 اور نیکی کے آدمیوں میں راجہ رام موہن راے کو درجہ اعلیٰ دیا ہے  
 اُنکا یہ بھی بیان ہے کہ غفریب ایک ایسا دن آوے گا کہ ہر ایک



انسان یسوع مسیح خداوند کی نصیحتوں اور تعلیموں کو محبت اور رشتہ کا حب  
 اور سعادت کی طرف ہدایت کا باعث سمجھیں گے۔ آج رام موہن رائے موصوف  
 کی وفات کے چھپے انگلستان کے کچھ لوگ یہ کہتے تھے کہ وہ یو سیٹرین یعنی  
 تثلیث کا قائل نہ تھا اور چند شخصوں کا یہ قول ہے کہ نہیں وہ یو سیٹرین  
 نہیں بلکہ سونیٹین یعنی وحدت کا معقول تھا اس رد و بدل میں لشیپ  
 لکھی مارس صاحب کی چھٹی نکالی گئی اور اس چھٹی میں رام موہن رائے  
 مدوح اور ان کے درمیان تثلیث کے عقیدے میں اور اسکے تسلیم کی  
 نسبت بحث رہی غرض کہ لشیپ صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ اسکا  
 یہ قول ہے کہ پہلا باب مطابق تحریر یوحنا کے پہلو اس بات کے معقول  
 کرنے کو کہ خداوند یسوع مسیح میں الوہیت تھی کافی ہے اور یہ بھی لکھا ہے  
 کہ صرف پہلی آیت ہمارے اس مذہب کے پسند کرنے والے ملکتی ہے  
 اور اسکے اوپر اس نے سند کے طور پر چند فقرے گریک زبان کے  
 لکھے ہیں اب رام موہن رائے کے مذہب کی تحقیقات نیوٹن صاحب  
 اور بھی پا کر صاحب کی تعلیموں کے اوپر موقوف ہے اور ہم لوگ  
 حقیقت میں سماج کی طرف جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کی موت کے بعد  
 میں آئی ہے رجوع ہوتے اور مختصر بیان کرتے ہیں۔



قبل اسکے کہ وہ انگلستان کو گیا جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے ۱۸۲۵ء میں  
 مین اس نے برہم سبھا کو آراستہ کیا ۱۸۳۳ء میں اسکی وفات کے  
 پیچھے اسکے مذہب والوں میں سے چند لوگ جو ذرا عقلمند تھے اس  
 تصحیح اور آراستگی کے لئے ساعی اور کوشش کرتے ہوئے منجماؤں کے  
 بابو دیند ر ناتھ ناگورائین سرغنہ اور میر مجلس تھارام موہن رائے کی  
 رحلت کے چند روز بعد یہ چلن جو اس نے چلایا تھا زوال پکرنے لگا  
 اور ۱۸۳۹ء میں ان لوگوں کا دل جو اس طرف رجوع تھے اور کہتے تھے اس  
 اس مذہب کی جانب امداد کیا تھا پھر تبدیل ہو گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ برہم  
 کا نام دوسری طرح پر تھنہ بودھنی رکھا گیا اور اس وقت سے اس جماعت  
 نے ایک مستحکم صورت پیدا کی اس طریق کی نشوونما کرنے میں برہم  
 کی کئی ایک چھاپہ خانہ مقرر ہو ا مدر سے جا رہے ہوئے اور جماعت  
 کی کئی شاخیں مقرر ہوئیں۔

••• راجہ رام موہن رائے کی یہ تعلیم اور تلقین تھی کہ بید کی تحریر عمد  
 ہے مگر چند مدت کے بعد کسی وجہ سے بابو دیند ر ناتھ مذکور کے دل میں  
 یہ شک پیدا ہوا کہ عبارت بید کی بھی بالکل صحیح نہیں ہے اس نظر سے  
 جارتا بل پندت بنارس کو کہ ہندون کا دارالعلم ہے روانہ کئے گئے



کہ وہ لوگ وہاں بچکر بخوبی دریافت کریں کہ بید کا اصل منشا کیا ہے  
 چنانچہ انہوں نے دو برس تک برابرتحقیقات کی بعد اس سعی و کوشش  
 کے بنگال کو واپس آئے اور انکی جانفشانی اور سرگرمی کا نتیجہ نکلا کہ بید کا  
 مذہب تردید کے لائق ہے اس پر برہم مت والے یہ امر سمجھ کر کہ ہم  
 لوگ غلطی پر تھے ازسبکہ پشیمان ہوئے اس دن سے ان لوگوں نے  
 جیسا کہ دل نے قبول کیا اسکو اپنا مذہب سمجھا اور صرف ایک  
 وحدانیت پر قائم ہوئے۔

۱۵۹ء مسیحی مین ہندون کی پاکھ کتابوں سے اقتباس اور  
 انتخاب ہو کر ایک کتاب برہم دھرم نام مرتب ہوئی اور چونکہ یہ لوگ  
 برہم مت والے کہلاتے تھے اس کتاب مین برہم مذہب کا بیان ہے  
 اور یہی اس کتاب مین انکے طریقے اور عقیدوں کی ہدایت ہے مگر  
 پھر بھی یہ کتاب سب کے پسند نہیں بلکہ اکثر برہم مت والے اسکے  
 بارے مین نہایت درجہ کی دھوم دھمام سے بحث کیا کرتے ہیں شہور  
 روز ہوئے کہ جب سے اس عقلی طریقے کا نام برہم مذہب مشہور ہوا  
 اور جماعت کا نام برہم سماج رکھا گیا تب سے تہہ بودہنی سمجھا جکا  
 ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں ۱۵۹ء مسیحی مین نسخ ہو گئی اب ہم حال کے



برہم مت والوں کا سامنا کرتے ہیں کہ آیا وہ کون ہیں اور کیا کرتے  
اور انکا حاصل کیا ہے۔

دوسرا۔ کیفیت اور عروج سماج جس صورت سے کہ زمانہ حال  
میں مروج ہے۔

جو کچھ ظاہر اور روشن ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حبوت  
برہم مذہب نے ظہور پایا اس وقت سے اُس میں دو باتیں پائی گئیں۔  
۱۔ تو یہ کہ اُس کے ذریعہ سے ہندوؤں کا دل کہ جو پچیس سو برس بلکہ  
زیادہ سے نادانی اور غفلت کی تاریکی اور وہم اور جہالت کے ظلمت  
میں حتمہ تھا بیدار ہوا اور اس وجہ سے کہ ایک قلم خطا کی اندھیری کوٹھی  
کو چھوڑنا نہیں چاہا تھوڑی مدت بید کے عقیدوں پر مستقیم رہے بید  
ایک چھوٹا خیال ہے کہتے ہیں کہ اس میں وحدانیت ہے اور بت پرستی  
کی اجازت نہیں ہے چنانچہ قومیت کی تمیز بھی نادرست ہے چند لوگوں  
کے بعد یہ صورت بھی برقرار نہ رہی بید کی بھی ایسی تحقیقات اور جہان  
کی گئی کہ اُس کے عقیدوں اور اصولوں کے بموجب بھی مذہب مستقیم نہ رہا  
۲۔ اس سماج کی یہ بات ہوئی کہ رفتہ رفتہ صرف وحدانیت نے  
رسائی پائی اور اب برہم مت والوں کا دار مدار محض مذہب وحدانیت



پر ہے اور انہوں بالکل اور سراسر فرانسیسی نیشن صاحبان انگلستان  
 کی تعلیم اور بھی تیز و رپا کر صاحب یونائیٹڈ اسٹیٹ کے رہنے والے کی  
 تاقین کا طریق اختیار کیا ہے تاکہ عقیدے میں انسان کی عقل کی  
 حرقت سے یہ مذہب قرار دیا گیا ہے اور بھی اتنا مذہب چھ عقیدوں  
 پر جو انکی نظر میں گویا اصل اصول برہم مذہب کا ہے منحصر اور موقوف ہے  
 پھر اعتقیدہ اصلی اور ابدی ایک خدا ہے برتر ہے اسکی شان  
 میں جو کچھ کہے تھوڑا ہے وہ از بسکہ نیاک اور رحیم ہے۔  
 دوسرا عقیدہ وہ مبارک خدا جس سے روح ہے اس معقول بات  
 سے اسکی کوئی شکل اور شبہ نہیں۔

تیسرا عقیدہ صرف اسی کی پرستش اور طاعت سے اس دنیا  
 اور آئندہ دنیوں کی خوشوقتی حاصل ہوتی ہے۔  
 چوتھا عقیدہ بندگی اور ستائش اسکی پرستش ہے اور نیکی اور  
 بھلائی کرنی اسکی عبادت اور طاعت ہے۔

پانچواں عقیدہ روح انسان کی جب تک کہ گناہوں سے پاک  
 اور عنایات ایزدی اسکے شامل نہ ہوں قالب بہ قالب پھرتی رہتی  
 یعنی اوگون کیا کرتی ہے۔



چھٹا عقیدہ اصل مذہب معرفت ہے جو لوگ کہ زیرک اور عقلمند اور  
تجربہ کار ہیں اور بھی معرفت کو دل و جان سے چاہتے ہیں سو محض اسی  
کامل وسیلے سے صراطِ مستقیم پر پہنچ کر نجات پاتے ہیں۔

برہم ست والوں کا بڑا دار مدار مت ذکرہ مراتب اور عقاید پر ہے  
لیکن اگر فی الحقیقت ذرا غور کیا جاوے تو جو لوگ کہ معرفت بادی النظر  
اور خاصیت کے مذہب پر اوجا کرتے ہیں ان کے مابین ضرور ہی ہزاروں  
راے مختلف ہونگی ماورائے ان اصل مذہبی بنیادوں کے سماج مسطور  
میں کچھ تحریر ہوا کرتی ہے اور جسے لوگ اسکو فیس دیکر لیا کرتے  
ہیں ایک ہدایت نامہ ہے کہ اس میں زندگی کے گزران کے قاعدے  
اور طریقہ متدرج کئے جاتے ہیں اور اس میں اکثر بیان خدا کی پرستش  
اور نیکی اور بھلائی کا استعمال کرنا اور بھی اس بات کی کوشش اور  
سعی کہ برہم سماج خوب مشہور اور منتشر ہو جاوے کیا جاتا ہے۔

اصل غرض برہم سماج کی یہ ہے کہ بت پرستی شرک قومیت  
کی تمیز کثرت ازدواج گرہین میں شادی کرنی وغیرہ نالایق کام موقوف  
ہو کر تصوف اور گمان کا مذہب جاری ہووے اور علاوہ اسکے  
عورتوں کی تعلیم کا کام اور یہ عمدہ رسم جاری کی جاوے اور مستور



عام مجلسوں میں داخل ہو کر پڑا اور فصیح کا تذکرہ سنا کرین گمراہی ایسی ہوئی  
 کا ایک سخت اجر پانا ذرا مشکل ہے بلکہ اسکے جاری ہونے میں بڑے  
 بڑے وہم پیدا ہوتے ہیں۔

سال گزشتہ میں اس سماج کے درمیان ایک عجیب فتور پڑا اور  
 وہ یہ ہے کہ ایک جماعت کی جس نے از بسکہ ترقی کی تھی یہ رائے ہوئی  
 کہ بعضے قاعدے اور طریقے اور بھی پرستش برہم مذہب کے خلاف ہیں  
 اور نشتا جماعت مذکور یہ ہوا کہ ان دستوروں اور قاعدوں میں کچھ ترمیم کریں  
 اس میں لوگ جنکی طبیعت بخوبی صاف نہ ہو سکی تھی اس امر پر مستعد ہوئے کہ قدیم  
 دستور کو برقرار اور قائم رکھنا چاہئے مگر یہ مباحثہ کچھ ایسا زبردست ہوا کہ سماج  
 بالکل متفرق ہو جاتی لیکن تاہم اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ دو فرقے ہو گئے ایک تو قائم  
 بحال سابق کہلاتی ہے اور دوسری خارج از جماعت مشہور ہے اور کوئی  
 جدید شکل کے نکالنے میں کوشش ہو رہی ہیں پرستش کا لفظ جو ہم  
 مت والے استعمال کیا کرتے ہیں فائدہ سے خالی نہیں ہے اپنے طریقے  
 کو دے لوگ گرجا کے طریقے سے تشبیہ دیتے اور بھی گرجا کے طریقے  
 کلام کی از بسکہ پیروی کرتے ہیں ہر ایک مجلس کا نام علیحدہ  
 علیحدہ ہے بلکہ بالکل گرجا گھر کی گویا نقل کرتے ہیں کلمتہ میں



ایک جماعت عورتوں کی بھی مقرر ہے اسکا نام یہ رکھا گیا ہے برہمن  
 سماج اور اکثر عورتیں مردوں کے ساتھ ایک ہی جگہ پرستش کرتی ہیں ہم  
 مذہب والوں کا اس طرح جمع ہونا اور ایسی صحبت مکانوں خواہ عبادت خانوں  
 میں ہوا کرتی ہے اور ایسے مکان خاص کر کے اسی کے لئے تعمیر ہوئے  
 ہیں سب لوگ عبادت کے وقت بیٹھے رہتے ہیں یہ بات نہایت ہی  
 مسیحیوں سے موافق اور مطابق ہے اور ماورائے اس کے تعریف اور  
 ستائش کے کلمات چھاپے کے ایجاد سے لکھے ہوئے پڑے جاتے  
 ہیں اکثر عبادت کے درمیان وعظ بھی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ باجے  
 بھی بجائے جاتے ہیں غرض کہ جو کچھ اس عرفان اور عاصیت میں مذہب ہم  
 مت نے کیا اُس میں یہ نہایت نامناسب ہے کہ مذہب مسیحی کی تقلید اور  
 نقل کرتے ہیں یہ بخوبی دریافت نہیں ہو سکتا کہ یہ لوگ کتنی میں کتنے ہیں  
 سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے یہ مذہب اختیار کیا ہے بہت سے  
 جوان اور کم سن آدمی ایسے ہیں کہ جو اپنے بزرگوں پر ٹٹھما رہے ہیں  
 اور کلکتہ میں جا کر گامے وغیرہ جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں۔  
 تمام ہندوستان میں چونکہ مساجد میں ہیں نخلہ آنکے پچائش تو نیکارے  
 میں اور دوا منار مغربی و شمالی یعنی الہ آباد اور بالنس بریلی میں اور



ایک لاہور ملک پنجاب اور ایک تھوڑے دنوں سے بنام سید ساج  
 مدراس میں قائم ہوئی ہے اگر یہ نام صحیح ہے تو یہ بہت مشکل کہ جو بیرون  
 کاست مدراس میں مروج ہے اور اوزر سے یہ بڑھ کر ہووے جو سماج بہت  
 پرانی کلکتہ میں ہے اسکو چھتیسواں سال ہے اس دس برس کے عرصہ میں  
 نصف سے زیادہ سماجین مقرر ہوئی ہیں اس سے ظاہر ہے کہ جب سے  
 یہ مذہب مقرر ہوا ہے تب سے ثلث یعنی تیسرے حصہ میں یہ سماجین  
 زیادہ ہو گئی ہیں آئین گیارہ سماجون کے تو عبادت خانے بھی پرش  
 کیواسطے از بسکہ عمدہ تیار ہو گئے ہیں باقی مجلسین کرایہ خواہ اپنے اپنے مکانوں  
 میں ہوا کرتی ہیں اس سماج کے متعلق واسطے تعلیم اور تلقین برہم مذہب والوں  
 کے آٹھ سکول علم تصوف اور گیان کے مقرر اور جاری ہیں اور علاوہ  
 اسکے ایک کالج یعنی بڑا مدرسہ بھی اس سماج کے خاص لوگوں نے تعمیر  
 کرایا ہے اور گیارہ سماجون کے متعلق لڑکی اور لڑکوں کی تلقین کے  
 لئے بھی سکول ہیں منجملہ اسکے ایک لڑکوں کا اسکول بانس برتلی میں  
 بھی ہے تو گویا ہم سچی لوگ اپنے مشن کے درمیان میں ایک رگزار اور مہتمم  
 برہم مت والوں میں بھی رکھتے ہیں کچھ لوگ برہم مذہب کے چند مدت  
 سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کچھ کتابیں برہم مت کی اردو زبان میں



بھی تصنیف اور ترجمہ کی جاوین اس سماج نے اپنے مذہب کی رواج دینے  
 اور پھیلنے کی غرض سے سات اخبار مقرر کئے ہیں ان میں سے ایک یہی  
 چھپتا ہے سوائے اسکے چار اخبار اور بھی معتبر برہم مذہب والوں کے نئے  
 طریقے کے بیان میں چھپتے ہیں اور دو ان میں سے ایک انڈین مرے  
 اینٹہ ہند اور دوسرا ناشنل سپر لیٹے اخبار خاص انگریزی زبان میں طبع  
 ہوتے ہیں اس سماج کے چھاپہ خانہ میں جو کلکتہ کے درمیان واقع ہے  
 بہت سی کتابیں اور رسالے انگریزی اور بنگالی زبان میں جاری ہیں  
 برہم مذہب کا ہر چند ایسا طریقہ اور قاعدہ مستحکم اور موثر نہیں کہ جس کے  
 ذریعہ سے ایک مکمل اور شائستہ انتظام مذہب کی تشہیر اور عام حاصل ہو  
 کی تا دیب کیواسطے تصور کیا جاوے مگر تو بھی حال میں آٹھ اشخاص لائق  
 اور رسا پا در یوں کے طور اور طریقے پر سعی کر رہے ہیں اور بھی ہمیشہ اپنی  
 اوقات کو اس گمان اور عرفان کے رواج دینے میں صرف کرتے ہیں  
 غرض فی زمانہ چون سماج میں اسی طرح پر لاہور سے مدراس تک مقررین  
 اور چھاپے خانے اور اسکول وغیرہ بخوبی جاری ہیں یگانگت اور محبت  
 کی تحریک ہوتی پیارا اور دوستی ظاہر کی جاتی ہے۔  
 اکتوبر ۱۹۲۲ء بمبئی کے درمیان کلکتہ میں ایک مجلس مقرر ہوئی کہ



کل سماجین اور انکا چلن اور شفقت دلی ایک ہو جاوے یہ مجلس ہر سال  
 جمع ہوتی ہے اور اسکا منشا یہ ہے کہ ہر ایک جماعت کی طرف سے ایک  
 آدمی وکیل کے طور پر مجلس میں شریک ہو کر اس میں ہر ایک کا پھیلانے  
 کا طریق دیکھا جاتا ہے کہ وعظ کرنیوالوں کے گروہ بایک دوسرے جاتے ہیں اور  
 انکی پرورش جیسا کہ چاہئے کی جاتی ہے کلکتہ میں جو سماج ہے اسکا پیشوا  
 واعظوں کے حق میں یوں بیان کرتا ہے کہ یہ غریب راہنما و سفر انگیز  
 واعظ نہ اپنی قدرت اور طاقت بلکہ خدا سے برتر کی اعانت اور مدد  
 پر چلے جاتے اور اللہ تعالیٰ کی کامل مہربانی سے اپنی سعی و محنت کا نتیجہ  
 ہمیشہ پاتے ہیں برہم سماج کی یہ نیت ہے کہ اپنے وعظ کرنیوالوں کے ساتھ  
 ثابت قدم رہے اور وہ لوگ بھی نصائح اور پند دینے میں خدا کو طریق  
 کی ہدایت اور رہنمائی کرتے رہیں جس میں ہندوستان کی رسم بالکل  
 جاتی رہے جب کہ یہ امر بدیہی ہے کہ جماعت ترقی پکڑتی جاتی ہے  
 اور لوگ بھی جگہ جگہ پھیلے جاتے ہیں اور علاوہ اسکے واعظانوں کی دلچ  
 اور جان سے محنت کرتے ہیں تو مجاہد کچھ شک نہیں ہے کہ وہ وقت از  
 سبکہ منقریب ہے کہ برہم مذہب جو کہ خدا کی طرف سے ایک پاک مذہب  
 نازل ہوا ہے سارے جہان میں پھیل جائیگا اور ہر ایک بزم میں



یکتائی اور یگانگت ہو جاوے گی اور تمام مکر و ہمت اور واہیات یک بیگیت  
 ہو جائیں گے یہ بات بہت بہتر ہے کہ برہم مت والے سچی واعظوں کو  
 نکلا اور بیکار نہیں سمجھتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ نہایت عقلمند اور صاف  
 دل ہوتے ہیں اور جس طریق سے جنگل شک اور شبہ بلکہ نادانی کا جو کہ  
 ہندو لوگوں کے دل پر سایہ فگن ہے یہ صاف کرتے ہیں انکا برا احسان  
 ہے اور عمدہ عمدہ نصائح مناسب اطوار اپنے ملک کے لوگوں کو جو سو جہا  
 ہیں انکی نہایت مہربانی ہے یہاں تک ایک برہم مت والے کا قول ہے۔  
 اب چند باتیں انکے علم اور تحریر کی بابت جو اپنی خام خیالی سے  
 تمام دنیا کو شاگرد کیا چاہتے ہیں ذکر کرنی فائدہ سے خالی نہونگی چنانچہ  
 انکا یہ بیان ہے کہ ہر ایک شخص کی ذات میں یہ عقل جو ہے سو طفولیت  
 کے وقت سے جوانی تک ہمیشہ ترقی کرتی ہے اور جیسے کہ آدمی بڑھتا  
 جاتا ہے یہ عقل بھی ویسے ہی بڑھتی ہے اور چونکہ یہ قاعدہ درست  
 ہے لہذا ہم لوگ اضلاع مغربی اور شمالی میں گویا لڑکوں سے معاملہ اور  
 سروکار رکھتے ہیں اور بنگال میں عقل بارہ تیرہ برس کے لڑکوں کے  
 برابر نشو و نما پاتی ہے اور کہیں کہیں حسب لیاقت آدمیوں کے جوانی  
 پر بھی پہنچی ہے اکثر ہم لوگ ایسے بڑے بڑے خیال جو لڑکائیں میں کرتے



جوانی میں وہ بالکل دل سے دور ہو جاتے ہیں عبارت آیندہ کو حاصل  
تہ سمجھ کر لحاظ کرنا چاہئے۔

بت پرستی خاص کر کچھ ہمارے ملک کی ایجاد نہیں ہے کسی نہ کسی  
طرح سے ہر جگہ اور ملک میں پائی جاتی ہے یہ تو آدمیوں کی مذہبی نگاہی  
اور واقفیت کے دلائل سے پیدا ہے آغاز میں واقفیت کا بڑا پھیلاؤ  
ہوتا ہے اور جب چند پشت گزر جاتی ہیں تو صرف اسکا خلاصہ رہ جاتا  
ہے بچے کو آدمی اور جانور میں مطلق تمیز نہیں ہوتی ہے اور جبکہ اسکو  
ایسی تمیز ہونے لگتی ہے تو یہ بات باب چہرہ یاد آئی خواہ اور لوگوں کے  
ذریعہ سے جو اسکے پاس رہتے ہیں معلوم ہوتی ہے کہ آیا انہیں کیا فرق  
ہے پھر جیسا جیسا وہ لڑکا بڑھتا ہے اسقدر اسکو اپنے آپ سے ہر ایک  
طرح کی تمیز ہوتی رہتی ہے اور جبکہ بخوبی سن تمیز کو پہنچ جاتا ہے تو خود اپ  
روح کی ماہیت وغیرہ ضروری باتوں کو قبول کرنے لگتا ہے اور اس  
تمیز کو کام میں لاتا ہے۔

ایک برہم مت والا جو اس بات کا شائق ہے کہ چند کلام حضرت  
سلیمان بنی نے جو کہ ایک چھوٹی سی کتاب میں مندرج ہیں بیان کرے  
اسی طرح پر کہتا ہے کہ دین ایک ہی ہے اور اپنے طریق پر حرکت



کرتا ہے جسکا پتہ نہیں لگتا جہز آف یہ مین یہ وسعت نہیں ہے کہ اُسکے عرض  
اور طول کو دریافت کرے نہ حساب کو قدرت ہے کہ اُسکی درازی مدت کا  
شمار کر سکے تواریخ بھی اُسکی زندگی کی کیفیت کے بیان کرنے میں عاری  
ہے علم حکمت بھی بعد جد و ہداین و آن کے شرمندگی کے پردے میں  
اپنا منہ چھپاتی ہے فی الحقیقت اُسکے کارخانے پیدا رقیاس ہیں اور  
اُسکی ماہیت نہایت مستور اور نہیان ہے -

دوسرا برہم مت والا جو نہایت کشادہ دلی سے اس طرف  
راغب ہے اپنے دل کا حال اس طرح پر ظاہر کرتا ہے کہ اس بات کا انکار  
ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ چند لوگ ایسے بھی ہیں کہ مسیحی مذہب کی خوبصورتی  
کے نہایت مشتاق ہیں اور اُسکی صداقت کے معقول و سے لوگ اُسکی  
پناہ میں آتے ہیں کیونکہ انکو بخوبی امید ہے کہ اُنکے دل کی مراد اُسکے نتیجے سے  
حاصل ہوگی اور وہ انہیں نجات بخشنے کا مسیحی مذہب کی ظاہر داری شکیلا  
ایسی تیز روشن اور معمور و چالاک ہے کہ کچھ نہیں کہا جاتا اور بھی جیالوں  
اور دیلیوں سے اسقدر پُر ہے کہ انسان سنکر چپ ہو جاتا ہے  
اور علاوہ اُسکے اُن کے کلام سے کبھی کبھی ایسی صداقت اور سچائی  
ظاہر ہوتی ہے کہ بعضے لوگ جو چند مدت سے ہندوؤں کے مذہب کے



یہ یقین کرنے پر آمادہ اور مستعد ہوئے مسیحی مذہب کی طرف رخ کرتے اور  
اسکو بہشت کا سہل زینہ تصور کرتے ہیں مگر ایسے آدمیوں پر افسوس  
کرنا چاہئے کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی افسوس کا مقام نہیں کیونکہ جب وہ  
اپنی نادانی سے معقول ہوتے تو اس زینہ کو جو مراد مسیحی مذہب سے ہو  
اور جو کچھ اصل نہیں رکھتا پکڑتے ہیں۔ یہاں تک اس انسانی اختراع  
یعنی برہم مذہب کے مرید کا قول ہے۔

ایک تیسرے شخص سرگرم نے جو برہم مت والوں سے ایک ہے  
اپنے دل کی کیفیت اس طرز پر ادا کی کہ اس انقلاب و رجحان  
سے صاف ظاہر ہے کہ آخر وقت مستقل مذہب کا نمود ہوا ہم لوگوں کو  
یہ بڑی خوشی ہے کہ اب ہم کو یہ وجہ ثابت ہوئی کہ مدت کے بعد الیہا وقت  
آیا کہ اب کل مذاہب آگے کے چھوٹ جائیں گے اور برہم مذہب تمام  
دنیا میں اصل صداقت اور سعادت سمجھا جائیگا پاک ہے پاک ہے  
مالک ہماری برہم سماج کا پاک ہے۔

اسکے پیچھے وہ حرفت پھر قراج کے طور پر تحریر ذیل کے موافق  
بیان کرنے لگا کہ خدا کی عنایت سے برہم مذہب کو وہ پایدار و رہبر حاصل  
ہے کہ کوئی شی ایسی نہیں کر سکتا جو حرکت دے سکے اگر سارے مرشد اور



پادری وغیرہ مسیحی مذہب کے متفق الرائے ہو کر ایسی سعی اور کوشش کریں  
 کہ اس مذہب کو بستی و کھلاوین تاہم کچھ نہیں کر سکتے بلکہ محکوم یا مرید ہے کہ  
 اس مذہب کو روز بروز اور لحظہ بہ لحظہ ترقی ہوگی گو کہ کیسی ہی چانچ پرنال کی جاوے  
 لاکن برہم مذہب والے ناصح اور عاقل لوگ ہمیشہ مذہب کی ترقی دیکھتے ہیں  
 اور اسکی اصل بنیاد قائم کرنے میں دل و جان سے مشغول رہیں گے  
 یہاں تک کہ ایک بوتل خون کی بالکل جہان کے رگ و ریشہ میں پھیل جاوے  
 اور جہان کہیں کہ آخر قطرہ خون کا قرار پکڑے وہاں پر کچھ تعجب کرتا جائے  
 یہاں تک برہم مت کے پیرو کا دعویٰ ہے برہم لوگوں کو خوب یقین  
 ہے کہ یہ واہیات مستحیرے ہیں سے بھی زیادہ ہیں اور اسکا باعث برا بھلا ہوگا  
 اب ایک اور کامل شخص کا بیان سنی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص نہایت  
 عمدہ آدمی برہم مت والوں میں سے ہے وہ کہتا ہے کہ جو بڑے بڑے  
 لوگ حرد مند ہیں وہ اپنی عمدہ باتوں کو صد یا آدمیوں سے کہ اس  
 ملک کے رہنے والے ہیں ہرگز بیان نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ یہ امر  
 انکی رسوائی اور شہرم کا ہوتا ہے اس وجہ سے معلوم ہوا کہ بہت حد  
 تک شراب باتیں اور مکرویات یہاں پر ثابت اور قائم رہیں یہاں تک کہ  
 اب یکایک وہ دور نہیں ہو سکتی ہیں گو کہ وہ ظہور ان آدمیوں کے نزدیک



جنہوں نے اچھی تعلیم پائی ہے بالکل بے حقیقت ہی ہے سستی کی رسم کا  
 موقوف ہو جانا اور بچہ کشی نہ ہونی برہمن سماج کا مقرر ہونا بیوہ عورتوں کی  
 پھر شادی کرنے کی رسم اور لڑکیوں کی تعلیم کیواسے اسکول مقرر ہوئے  
 بہت سی عورتوں کو شادی میں لانے کی رسم کو ترک کرنا اور چند بڑی فو  
 مال لائق رسموں کا چھوڑ دینا نہایت ہی عمدہ اور ازسبکہ بہتر بات ہے اور اس  
 تھوڑی مدت یعنی چھتیس سال میں اس سماج کی نہایت رونق ہوئی ہم لوگو  
 کو ایسی درستی اور ترقی مذہب کی بڑی خوشی ہے اور ان ہندوستانیوں کو  
 انگریزوں کی نسبت نہایت شکر گزار ہونا چاہئے کہ جنہوں نے اس دانی  
 کو سیکھا اور وسے مسافر لوگ اپنی عقلمندی اور محنت سے ان اچھی بات  
 کو بجا شہرت دیتے ہیں اور رومی ہے اور انکو بہت بزرگ سمجھنا چاہئے  
 کہ جو اتنا تربیت اور مصلحت میں مشغول ہیں۔

اس مضمون مسبق الذکر کی عبارت سے بخوبی روشن اور مہیا  
 ہے کہ جو کچھ کیفیت اور آراستگی ان لوگوں کی جو کہ اس مذہب میں  
 شامل ہیں سبھی مذہب کا اقتباس اور یہ تو ہے اب ہم تفسیر کے امر کی  
 طرف کہ آیا اس مذہب کی نسبت سبھی واعظ کا کیا ارادہ اور متعلقہ توجہ  
 ہوتے ہیں اللہ ہمارا مددگار ہووے۔



تیسرا - یہ حال کہ برہم مذہب کی نسبت مسیحی واعظ کا کیا منشا ہے۔  
چونکہ ہم لوگ پادری اور مسیحی واعظ ہیں ہم کو اس امر کی تفتیش اور تفتیش  
کرنا کہ آیا یہ نیا چلن یعنی برہم مذہب کس طرح کا ہے از سبب مناسب بلکہ  
پرم ضرور ہے اس مقام پر ہم کو چند باتیں برہم مت والوں کی مگر بہ نظر تحقیق کے  
بیان کرنی لازم ہیں اور وہ یہ ہیں کہ یہ مذہب دلیل کا ہے نہ کہ دین کا  
اور دوسری عبارت میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ مذہب اس عقل اور دانش  
کا نتیجہ ہے جو فصاحت اور حصول علم سے حاصل ہوا ہے اور اسکے زور  
سے قدیم رسوم اور نامعقول کام نیست اور نابود ہوتے جاتے ہیں  
مختصر بیان اس مذہب کے اصل مادہ کا یہ ہے رواج علم صحیحہ جسکے پر تو  
سے سیرانی بیہودہ باتیں یقین کی حد سے باہر ہو گئی ہیں اور شہرت اصل  
طاقت دماغی نے خطا اور تاریکی کو دونوں سے محو اور مہنی کر دیا ہے۔  
اور علم حکمت یعنی دانائی اور فراست نے لوگوں کے بیمار دل کو مگر اسی  
کہ مرض سے شفا بخشتی یعنی اصل بات کی طرف رجوع کیا اور باطل خیالات کا  
یقین دل سے جاتا رہا مثلاً اگر عقل کی نظر پر نامنی کا بادل چھا جائے اور  
فراست ہزاروں شکوک اور خطا کے نیچے بہ سون دبی رہے تو دیکھئے  
انسان ایسے معلوم ہونگے جیسے شجر درخت ہیں لیکن اگر وہ بادل اس



نگاہ سے دور ہو جاوے اور وہ بوجہ اس گمراہی سے روشنی کے ذریعہ  
 سے ہٹ جائے تو انسان بھیک بھیک انسان نظر آوے گا اور  
 درخت فی الحقیقت درخت معلوم ہونگے یہ امر دریافت کرنا نہایت  
 مشکل ہے کہ ہندوؤں کے دل پر کس طرح سے ایسے دہشت گردانہ اور  
 غالب ہوئے اور انہوں نے ایسی باتوں کا یقین بچوں کی طرح کر کے  
 کیوں ایسی دقت اٹھائی۔ دور یافت حقیقت اور ثبوت سے ظاہر ہے  
 کہ اوایل میں ہندو بہت عقل اور مذہب کی راہ پر چلتے تھے برہم سماج  
 کی رواج سے بھکوت ثابت ہوا کہ علم جو درست ہے کسی نہ کسی طرح  
 عقل ضعیف کو ضرور تروتازہ کرتا ہے ایک کم سن عقل مند شخص جو کہ علم  
 کی تشنگی میں پیشہ علم پر جہان جہان دستیاب ہوا اپنا توفرتہ رفتہ اس کے  
 دل اور آنکھ کا جالا دور ہو گیا یہ امر دریافت کرنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ پہلے  
 اس نے کس طرح جنبش پائی یا آنکھ کس طرح سے اس کو تحصیل علم  
 کرائی گئی جو علم کہ اس نے تلاش کر کے حاصل کیا اس کو بکوشش  
 تمام ان لوگوں کو جو کہ اس کے پیرو تھے تعلیم اور تلقین کیا اور اس کی وفات  
 کے بعد ایک بڑے لائق آدمی نے اس کے ایجاد کا نباہ کیا اور وہ  
 اب تک زندہ ہے گو نہایت ضعیف ہو گیا ہے القصد ہر طرح پر یہ



چلن عقلی اور خیالی ہے اور مذہبی اصول اور طریق سے بالکل مستراح۔  
 ہر ایک شخص برہم مت والا جسکی طبیعت روشن اور تیز ہو اس بدیہی نقص کو  
 ضرور ملحوظ کرنا چاہیے نہ مذہب کسی طور سے دین پر تاثر نہیں کر سکتا اور  
 اس دریا پر جو کہ خدا کی نزویگی سے دور رکھتا ہے اس انسانی ایجاد سے  
 بل نہیں بندہ سکتا بلکہ انسان کو ہمیشہ خیالات اور توہم کے صحرائیں گمراہ  
 رکھتا ہے ہر کو ہوشیار رہنا چاہیے تاکہ آگے کوڑکے نہیں جو تعلیم کی  
 ہر ایک ہواسے کہ آدمیوں کی پیچ بازی اور گمراہ کر نیوالی دغا بازی اور  
 منصوبے سے ہوتی ہے! مچلتے بھیتے پھرتے ہیں۔ پولوس کا قول ہے۔  
 برہم مت سے یہ بات ثابت ہے کہ ہندوؤں کا مذہب علم  
 صحیح اور درست کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا اور انکے نزدیک جو کہ  
 علم سے بہرہ رکھتے ہیں یہ بات بہتر اور قوی ہے جبکہ ٹھیک علم تواریخ  
 اور حقیقت عقل کا سہ دلائل طریق اور خیال کے حاصل ہو جاتا ہے  
 اسوقت مذہب بنو دپایہ ثبوت پر قائم نہیں رہتا ہے اور بیشک ال  
 پکڑتا ہے تجربہ سے یہ امر ہر کسی کو جو چاہے ثابت ہو سکتا  
 ہے۔

تربیت اور تعلیم نے اپنے تئیں ایک ہر کیولس ٹھہرایا ہے



جو ان بخیروں کو (جنہوں نے ہندوستانی پریشیتیس کو اس کے ہونے کے  
 چٹان پر بکڑا ہے) ہمان دین باطل دوسوا می اور بیت پرستی کے گدے  
 بہت ہی تاریک صدیوں کے لئے اس کے بکڑے ٹکڑوں کو کھارہیں  
 توڑ دال سکتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ صرف اس تربیت سے  
 ننگالہ میں کیا منفعت پہنچائی ہے تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ ہندو  
 کا مذہب ایک قلعہ کی مانند ہوا ہے تو بھی اب ہم اس کی پوشیدہ جگہ کو  
 جس سے وہ فتح ہو سکتا ہے خوب جانتے ہیں پس اب بھی اس کا پہلو کامیابی  
 سے پس پا کیا ہے بلکہ خوب معلوم ہے کہ سیاسی سن کی کون سی جگہ  
 ممکن المجرع یعنی رخم کھانے کے لائق ہے کیا ہم اس سبق سے  
 فائدہ نہ اٹھاویں چاہئے کہ ہم اس بات سے خوف نہ رکھیں کہ انسانی  
 فعلوں اور تاثرات کو انجیل کی الہی قدرت پر فوقیت ہووے خدا اس  
 ہی وسیلہ سے کام کرتا اور اپنی عجیب قدرت کو دکھاتا ہے وہی  
 روم کی دار السلطنت میں مسیحی مذہب نے کس خوبصورتی کے ساتھ  
 رونق پائی ہے ہر چند کہ وہاں سرشتہ تعلیم کی کچھ مدد نہ تھی مگر یہ بھی یاد  
 کرنے کی بات ہے کہ افسس اور کارٹھہ اور روم میں اور سوا کے شہر  
 اور جگہوں میں اسکول اور مدرسے ہر ایک علم کے جاری ہیں اور وہاں



اس تربیت کی وجہ سے یہی مذہب نے رونق پائی ہے جیسا کہ اب  
ہندوستان میں تعلیم منور کے ذریعہ سے رونق پور رہی ہے کہ جس کے  
ذریعہ سے کل بت پرستی اور دھات دور ہوتے جاتے ہیں حکومت  
کا شکر کرنا چاہئے اور بہت کی مگر مضبوط باندھنا لازم ہے آخر کو مذہب  
ہندو روشنی کی طرف رجوع ہو گا گو کہ مذہب یہی کو آئین دخل منو کرنا  
پادری اور سیجی واعظ لوگ اپنا کام و فاداری سے بے کٹکے کئے  
جاوین تو کبھی نہ بھی جب خدا کی مرضی ہوگی مذہب یہی کو ہندوؤں کے  
مذہب میں دخل ہوگا۔

برہم سماج کی تصحیح جو کہ ایک نتیجہ علم منور کا ہے کچھ عکس سلام  
پر گراتی ہے اکثر مسلمانوں کا مذہب ہندوؤں کے مذہب کی نسبت  
بہت کم اصلاح پذیر ہوتا ہے اسکی غلط فہمی کچھ ایسی باریکی ہے اور  
کہ کچھ ایسے ظاہر ثنائیات ہیں اور ایسی کچھ جھوٹے سچ کی آمیزش ہے کہ بہ  
نسبت ہندوؤں کے مذہب کی وہ کم تاثیر پذیر ہے مگر حکومت کامل یقین اور پی  
امید ہے کہ یہ بھی رفتہ رفتہ دور ہو جائیگا اور کہ درستی اور الہی راستگی پاوے گا۔

تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا مذہب بھی علم کی روشنی کو اختیار  
کر گیا مسلمانوں کے مذہب کی نادانی اور بیوقوفی کے دلائل اور نالائقی



اور مشکوک تذکرے اور بلا توجیہ کی تعلیم اسلام کی بنیاد کو بھی برباد  
 ہنود کی طرح سخت کر دیتی ہیں اور یہ غیر ممکن بلکہ محال مطلق ہے کہ حسبِ وقت  
 روشن ضمیری اور صاف باطنی اچھی طرح پر ظہور پاوے اسوقت یہ  
 رواج اور گمراہی کہ صریحاً ظاہر ہے تنزل نہ پکڑے جو مذہب کہ الیاء کی  
 سر اسر عقل اور علم سے خالی محض ہے اُسکی طرف جو شخص روشن  
 ہے کیونکہ رغبت کر سکتا ہے کچھ صرف زبان اور صورت اور اور ہر  
 حالتوں کا ہی فرق نہیں ہے بلکہ علمی اور اصولی باتوں میں بھی ازل سے کج  
 اور مبانی ہے قرآن کے رو سے سورتِ حج کا لے سمندر میں غروب  
 ہو جاتا ہے حبکو سکندر بیٹے فیلقوس یونان ملک کے  
 بادشاہ نے دیکھا ہے اور انہوں نے وہ جگہ بھی دیکھی ہے کہ جہان  
 سے آفتاب طلوع ہوتا ہے زمین کی نسبت یہ بیان ہے کہ زمین  
 مسطح اور بڑے بڑے پھاڑ اُسکے اوپر جادے گئے ہیں کہ اُسکو جنبش  
 نہ ستارہ شہاب کو کہتے ہیں کہ سنگ آتشین ہے اور جبکہ شیطان آسمان  
 کی طرف عاصوسی کی نیت سے صمود کرتا ہے اسوقت اُسکے اوپر چھوڑ  
 جاتے ہیں اور ابھی تک ان میں سے کسی نے یہ بات باطل نہیں  
 سمجھی مگر بات یہ ہے کہ ایک روشن ضمیر شخص کو کچھ بھی مشکل



نہ ہوگا کہ ایسے بے ٹھکانے اور حماقت اور جلسا سازی کی بھری ہوئی تصنیف  
کو جھوٹا اور بے اصل تصور یا تصدیق کرے۔

اور پھر قرآن اور سارے طریقے اسلام کے دلائل اور  
توجیہات سورج سے خالی محض ہے مسلمانوں کا مذہب ایک عقیدہ  
چابستا بلا ثبوت و اثبات اور جس شخص کی طبیعت تنفیج پسند اور تجسس  
ہے وہ اسلام کے رو سے ایک بے دین سمجھا جاتا ہے مسیحی مذہب  
ہی صرف ایسا ہے کہ جولاٹھوں توجیہوں و ردیلوں اور وجہوں  
دنیا کے ہر مقام اور ہر جگہ میں رائج اور مستعمل ہے اور عمدہ عمدہ طریقوں  
سے بخوبی آراستہ اور نمایاں ہے باوجود اس امر کے کہ چند لوگ ایسا  
بھی کہتے ہیں کہ محمدی طریقہ مسیحی مذہب سے برتر ہے تو گویہ وہی بات  
مٹھری کہ یہودی مذہب مذہب مسیحی سے اعلیٰ ہے تو یہی اسلام والے  
ایک بات سے دوسری بات کو تردید کرتے ہیں اور ہر چیز دعویٰ  
پایہ اثبات کو اینٹ پیچتا کہ بورانی بات نئی بات سے خراب ہے۔  
قرآن میں ایسا بہت ذکر ہے جو کہ لوگوں کو سمجھایا اور سکھایا جاتا ہے  
اور ان میں ایک اور نئی بات یہ ہے کہ ایک کو قبول اور ایک کو رد  
کرتے ہیں قرآن کے رو سے قدرت الوہیت کو تو مانتے اور اس کی



فراست اور حکمت کو مختلف تصور کرتے ہیں غرض کہ آخر کار اس اسلام کا  
 جھوٹا ظہور اور شیطانی حرکات روشنی ضمیر انہماں پر جو پھیل رہا تھا  
 اور طریق بن کھل جائیگی اگر اور کچھ نہ ہوگا تو یہ ضرور ہی ہوگا کہ محمدی  
 مذہب میں بھی ایک نیا طریقہ جیسا کہ اب ہندوؤں میں سہجائی  
 ہو گا۔

یہ ایک عجیب امر لکھنے کے قابل ہے کہ صرف ملک ہند ہی  
 میں یہ عمدہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ جہاں بل اسلام ہر طرح کا علم  
 اور سہر تحصیل کرتے ہیں اور اور ملکوں میں ایسا حال نہیں دریافت ہوتا  
 دیکھو ترکستان اور کل اس کے گرد انواع کو کہ ہر طرح کے عجیب اور  
 غریب علم صرف قرآن ہی کے پڑھانے پر قائم ہے نہ کہ ہر حال  
 ہے کہ جس شخص کا دل روشنی سے نورانی ہو جاوے اور بھی ہر  
 طرح کے علم تواریخ اور تحقیقات کی طرف متوجہ کرے وہ پھر اسلام  
 جیسے غیر متبر اور خالی اندولیں اور توجہات کے مذہب کا پابند رہے  
 انہو جہ سے ہمارے کامل یقین ہے کہ یہ مذہب ہندوستان ہی  
 میں شکست پاویگا تو اس خواہ بہت ہم لوگ برہم سماج میں تربیت اور  
 تعلیم کی خوبی اور منزلت دیکھتے ہیں اور انکی کوششیں رہا ہے جس



مذہب کے ظاہر ہے تو بھی مذہب ہندو اور اسلام کو اس میدان  
 میں جو کہ سمجھنے تجویز کیا ہے جب چاہیں پھیک دین کوئی امر اسکا مانع  
 نہ ہوگا۔ ہمارا کام بگاڑنے کا بھی ہے اور بنانے کا بھی کیونکہ قبل تعمیر کے  
 کمودانی ضرور ہے سادہ دل گروہوں مثلاً باشندگان نالپور و تنولی اور کیان  
 واقعہ و ملک برہما میں پادری اور سچی واعظ لوگ اس طرح پر داخل  
 ہوتے ہیں کہ صاف زمین پر پچھکر جھٹ پٹ مکان تعمیر کر لیتے ہیں مگر  
 ہندوؤں اور مسلمانوں کا مذہب بڑی پورانی خوفناک و مہیب عمارتیں  
 اور بھی صد یا سال کے قلعوں سے نہایت پایدار اور محکم ہیں تو اس  
 جھٹ سے آنکھ پھلے از پس کہ محنت اور نہایت مشقت کر کے مسمار  
 کرنا ایک ضروری امر ہے تب اس کے بعد نو تعمیر آنکی ہو سکتی ہے پس اگر  
 خدا کی پروردگاری سے تعلیم اور نصائح ایسی عمارت کے منہدم کرنے  
 کے لئے گویا کہ آلات کثیف ہیں تو کامل یقین ہے کہ تھوڑے ہی  
 عرصہ میں بیشک گرا دیں گے اور فی الحال بھی اس روحانی توجہ نے  
 بہت سے دشمنوں اور مخالفوں کو زیر اور مغلوب کیا ہے مگر تو بھی ہم  
 لوگوں کو از بس لازم ہے کہ جو کچھ حاصل ہوا اسکی درستی کریں اور آئندہ  
 کے لئے پیروی میں رہیں۔



نسبت کیفیت آئندہ برہم سماج کے پیشین گوئی کرنی بہت مشکل ہے  
 کچھ زیرک اور فہیم لوگ جو ولایت میں ہیں کہتے ہیں کہ تھوڑے دنوں  
 میں مذہب ذاتی ہندوؤں کا ظہور میں آویگا اور مسیحی مذہب کے سایہ  
 میں پڑا رہیگا یہ بات ظاہر ہے کہ یہ مذہب بالاتفاق سب کے جو اس کے  
 پیروہین مطبوع اور مرغوب نہیں کیونکہ آج ہی کل ازسبکہ کم و قری کے ساتھ  
 خرد مندوں میں اپنی عمدہ عمدہ باتوں کی نسبت منقسم ہو رہا ہے اور  
 اپنی مغرور وحدت کے مذہب کی وجہ سے اکثر ملکہ ہمیشہ تنزل کی طرف  
 رجوع رہا کرتا ہے مگر تاہم اس کے تشہیر کے خطرے کی نسبت جو مند و ستا  
 میں ہونے والا ہے کوئی شخص سچوں میں سے بہ نظر کم نہ دیکھے بلا  
 اور بھی درحقیقت افزائش تربیت عمیق ہنود کے مذہب کو نعرش  
 دے رہی ہے مگر تاہم گو کہ یہ طریقہ ہندوؤں کا چند مدت قائم  
 بھی رہے تو بھی اس کی ظفر ایک سست ظفر ہوگی اور ایک  
 مذہب ذاتی اور وحدت جو کہ جرمنی اور فرانس سے زیادہ  
 برتر ہے ویسے ہی باقی رہے گا یہ بات ظاہراً ازسبکہ خطر  
 اور خوف کی بات ہے۔

برہم مذہب ایک مذہب ذاتی اور وحدت کا مذہب مسیحی کے



برخلاف اور برعکس ہے اور ہندوؤں کے مذہب کا تو تباہ اور برباد  
 کرنے والا ہے اور کہ جس سے ہندوستان کی مذہبی حکومت حاصل ہوگا  
 فی الحقیقت کچھ شک نہیں کہ آخر کو مسیحی مذہب کی فتح ہوگی مگر  
 ہاں اس قدر افسوس البتہ باقی ہے کہ بہت مدت تک یہ بات نہیں  
 ہو سکتی بہ نظر پیش بندی کے بلکہ اس امر کی تلاش اور جستجو کرنی چاہیے  
 کہ جو خطرہ آئیوا لا ہے اسکا انسداد ہو جائے تو از بس واجب و عین فرض ہے

### حاکمیت

اب آخری بات یہ ہے کہ بہم مذہب ایک مذہب ظاہری کا ہے  
 گو کہ ایک شخص پادری اور مس صاحب نام نے اس مذہب کو  
 اختیار کر لیا ہے اور کچھ لوگ بہم مت والے بڑے رسا اور زمین  
 دین اور روحانی لڑائی کرنے کے واسطے کمر ہمت کی مضبوط باندھے  
 ہوئے ہیں اور بھی مدراس سے لاہور تک دستہ مقرر کر دیتے  
 ہیں تو اس حالت میں ہر ایک پادری اور مسیحی واعظ کو یہ لازم اور  
 واجب ہے کہ وحدانیت اور ذاتی مذہب کے دلائل اور توجیہات  
 اور براہین میں مداخلت اور لیاقت اور نام پیدا کرین کہ آجکل  
 اس میں بڑا کام پڑے گا اور ہندوستان میں اس مذہب



کے رواج کی نسبت ایک روحانی جنگ بان سخت جنگ ہوگا  
 تربیت اور روشنی ضمیری ایک ایسی چیز ہے کہ وہ ہرگز نہ گزرنے والا  
 اور اصلاً دور ہونے والی نہیں ہے اور یہی بڑی کامل وجہ ہے کہ پادری

اور مسیحی واعظ لوگ نہایت درجہ کی محنت اور مشقت سے تعلیم کریں  
 اور اس امر میں از بسکد سعی اور کوشش کریں کہ سرکاری دستور میں  
 جو کمین کمی دیکھیں اور کہ واقع میں ہوا سکو پورا کریں اور اس طرح  
 سے ایک برعکس انقلاب برپا کریں کہ جس سے خدا کی نہایت

مہربانی کے باعث اس تاریک ہندوستان کی جیسا  
 کہ چاہئے ہو جاوے اور مسیحی مذہب کے

نور اور آفتاب صداقت کے

جب وہ نورانی کے ستارے کی

روشنی سمجھان کی تاریکی

دور ہو جاوے